

نقوش۔ محبت کی تلاش

ایک ایسی تحریر جسے سر کی آنکھوں سے نہیں بلکہ
دل کی آنکھوں سے پڑھنے کی ضرورت ہے

(صلاح الدین محمود)

ترکوں نے چار پانچ دور حکومت کے دوران رسول پاک ﷺ کی ولادت
باسعادت سے منبر آپ کے وصال مبارک تک کے ہر لمحے سے وابستہ ہر جسمانی،
روحانی، تاریخی اور ہنرمانی کیفیت کو آئندہ نسلوں کے واسطے محفوظ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ یہ
کام غیر شعوری سطح پر تو عہد نبوی ﷺ ہی سے جاری تھا، مگر اب کوئی ایک ہزار برس گزر چکے
تھے اور اب یہ ضروری تھا کہ ایک شعوری اور حتمی سطح پر عمل ہو۔ اس کام کے واسطے جنوں کی
حد تک رسول پاک ﷺ سے محبت اور انسانی حواس کی حدود تک نفاست اور جینی چٹائی کی
ضرورت تھی۔ یہ رحمت ترک نجن میں موجود تھی اس واسطے وہ اس کام میں تقریباً مکمل
کامیاب ہوئے تھے۔ ترکوں کا انسانیت پر یہ سب سے بڑا احسان ہے۔

ان کو علم تھا کہ جس خطہ زمین پر آپ کا نزول ہوا اور آپ کا پہلا قدم مبارک پڑا
کہ جس ہوا کا پہاڑ اسانس آپ کے اندر جذب ہوا اور جس نے آپ کی آواز کا گداز پہلی بار
برداشت کیا کہ جس کے اسی سہارے پہلے پرندے کی بکار آپ تک آئی اور پھر جس خلا کے خم
سے چاند اور سورج نے پہلی بار آپ کو اور آپ نے پہلی بار ان کو دیکھا کہ جہاں جہاں آپ
کی جینٹلی میں نئے ستاروں کا وقوع ہوا اور جس جس طور آپ کی وسیع ہوتی آنکھوں نے ان
کی دوہری حرکت کو واحد کر کے اپنی لبو میں سمویا کہ یہ قد آور لمحے، گوشے، چہرے اور ہوا اور
بنیائی بھدا اور شنوائی کے نقش اول محض رسول اللہ ﷺ ہی کے نہیں، بلکہ آتی دنیا تک ہر نئے
کلکے گوئے ہو کا اول، ازل، آہنی کا اور اصلی نشان ہیں۔ اس بات کا ان کو مکمل علم تھا، سو ان تمام
چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے انہوں نے چنپ پا کر اس بڑے ہوتے ہوئے بچے میں بنو سعد

کی خصلت اور محبت سے آغاز کرنے کا ارادہ کیا مگر سب سے پہلے انہوں نے مدینہ منورہ میں
اس میدان کا تعین کیا کہ جہاں مرنے سے پہلے ایک خوبرو اور کم عمر نو جوان نے اپنے گھر
سے دور، بخاری گرمی اور بے چینی کو مٹانے کے واسطے، ایک شام، چند لحاظ کے واسطے گشت
کیا تھا اور پھر اپنی کم سن، خوبصورت اور نرس ٹکھ بیوی کو بیوہ اور ابھی ماں کے بدن ہی میں قائم
بچے کو یتیم اور بے سہارا چھوڑ کر اپنی تمنائیں اپنے دل ہی میں لیے مر گیا تھا۔

پھر انہوں نے ایک پہاڑ کی کوکھ میں اس چھوٹے سے گھر کا تعین بھی کیا کہ جس کی
پہلی منزل پر شیل کی جانب قائم ایک چھوٹے سے ہالکل چوکور کمرے میں کہ جہاں چہار
آئینوں کوالت میں چہار ستیہ ملتی تھیں، ایک بچہ کہ جس کو کائنات کی امان تھی، ظہور میں آیا
تھا۔ پھر اس بچے کو ایک بزرگ انسان نے اپنے محنت اور سورج کھلائے ہاتھوں سے اپنی
ایک چادر میں لپیٹا تھا اور وہ گچھڑی طے کی تھی کہ جو اللہ کے گھر تک جاتی تھی۔ وہاں پہنچ کر
اس ضعیف انسان نے چادر میں لپیٹے ہوئے نو زائیدہ بچے کو ہاتھوں میں رکھ کر کائنات کی
جانب بلند کیا تھا اور دعا کی تھی کہ اے خالق کائنات اس بچے پر رحم فرما، اس واسطے کہ یہ بے
آسرا اور یتیم ہے۔ ترکوں نے اس شمالی کمرے، اس آبائی گچھڑی اور اس دعا کے مقام کا
بھی نہایت ہی کاوش سے تعین کر کے خاموش ریگستان کی غم پر اس جگہ کو بھی دریافت کر کے
محفوظ کیا تھا کہ جہاں اس دعا کے کوئی چھ برس بعد اپنے جواں مرگ خاوند کی قبر سے واپسی پر
اپنے چھ برس کے حیران بچے کی انھی پکڑے پکڑے جب اس کم سن خاتون نے ایک رات
کے واسطے پڑا کیا تھا تو وفات پائی تھی۔

اگلے روز حیران آنکھوں والے اس چھ برس کے بچے نے اپنی ماں کا پیرو کہ جس
سے اب آہستہ آہستہ وہ مائوس ہو رہا تھا، آخری بار دیکھا تھا اور پھر اپنی ماں کو اپنے کچے کچے
ہاتھوں سے انجمن خاک میں اتار کر قافے کے ساتھ اپنی مقدس کی جانب چل پڑا تھا۔ ترکوں
نے اپنی مٹائی درشتی، سادگی، صفائی اور خوش اسلوبی سے ایک کتبہ بیابان بھی چھوڑ دیا تھا کہ

آنے والوں کو جاننا ہو کہ معصوموں کی اپیل میں ہے کہ جو ان وحدت کا ہر اہل بنائی ہے۔

ان کا اہم قدم اس راستے کا تعین کرنا تھا جس پر ان واقعے کے تین برس بعد یہ بچہ ایک ضعیف میت کے ساتھ ساتھ چار پلی کا چوڑا پٹا سب کے سامنے ہلک ہلک کر رہا ہوا چلا تھا۔ اس کو شاید احساس تھا کہ آج کے بعد اس کی اپیل کا کوئی وحدت کی اپیل ہے اور آج کے بعد شاید وہ کبھی کھل کر نہ سکے گا۔ غرض یہ کہ ترکوں نے رسول پاک ﷺ کی ولادت سے لے کر آپ کی وصال مبارک تک کے واقعات کو آنے والی نسلیں کے تاریخی، جغرافیائی اور ایمانی شعور کے واسطے درستی اور سادگی کی ساتھ محفوظ کرنے کا جو بیڑا اٹھایا تھا، اس میں وہ ایک بڑی حد تک کامیاب ہوئے۔ آپ کے بچپن سے جوانی تک کی سستوں کا تعین کرنے کے بعد انہوں نے غار حرا کی چوٹی سے آسمانوں کو دیکھا اور پھر اس اونچے پہاڑ کی نشیبی وادی میں قائم شہر کے ایک گھر کے اس چھوٹے سے کمرے کا تعین کیا کہ جہاں حیرت پرے سے اپنے نام کی بکار سننے کے بعد وہاں آ کر رسول پاک ﷺ نے آرام فرمایا تھا اور جہاں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ پر اپنی مکمل اعتماد سے آپ کو اس حد تک حوصلہ دیا تھا کہ جب فتح مکہ کے بعد آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کہاں قیام کریں گے تو آپ نے خواہش ظاہر کی تھی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کے ساتھ آپ کا خیمہ نصب کیا جائے۔ بعض لوگوں کے استفسار پر کہ آخر ایک قبر کے کنارے ایک قبرستان میں کیوں؟ آپ نے فرمایا تھا: ”جب میں غریب تھا تو اس نے مجھ کو مال مال کیا۔ جب انہوں نے مجھ کو جھوٹا ٹھہرایا تو صرف اس ہی نے مجھ پر اعتماد کیا اور جب سارا جہاں میرے خلاف تھا تو صرف اس ایک ہی کی وفامیرے ساتھ تھی۔“

ترکوں کے ماہرین نے پہلے اس گھر کا پھر اس گھر میں اس کمرے کا تعین کیا کہ جہاں مکمل اعتماد کا یہ بنیادی گھر گڑھا تھا۔ یہاں یہ بیان کرنا شاید عجیبی سے خالی نہ ہو کہ اس کمرے اور اس کے بارے میں کہ جہاں آپ کا ظہور ہوا تھا، عثمانی حکومت کی جانب سے جو

جاری احکامات تھے، وہ کیا تھے؟ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر والے کمرے کے بارے میں جاری حکم تھا کہ ہر بار رمضان کا چاند نکلتے ہی اس میں سفیدی کی جائے اور پھر فجر کی اذان تک خواتین ہا واز بلند قرآن کی تلاوت کریں، جبکہ حضرت عبدالعطلب کے گھر میں واقع اس شمالی کمرے کے بارے میں احکامات یہ تھے کہ پہلی ربیع الاول کو کمرے سے اندر سفید رنگ کیا جائے، رنگ سازحافظ قرآن ہوں اور پھر ربیع الاول کی اس رات جب آپ کا ظہور ہوا، معصوم بچے اس کمرے کے اندر آئیں اور قرآن کی تلاوت کریں۔ افسوس پرندے آزاد کرنے کا حکم اور درجہ تھیں۔

سو جہاں انہوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان اور مقبرے کا تعین کیا، وہاں انہوں نے بنو ارقم کی بیٹھک کو محفوظ، ورق بن نوفل کی دلیہ کو پختہ اور حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آگین کی نشاندہی بھی کروائی۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے سکے اور مدینے میں قائم ان اہل قبہرستانوں کو کہ جن میں خاندان رسول کے بیشتر افراد اصحاب کرام اور ان کے خاندان اور چیدہ ترین بزرگان دین قیامت کے منتظر سوتے تھے، صاف ستھرا اور پاک کر دیا اور پھر نہایت ہی سنجیدگی سے قبروں کی نشان دہی کر کے مکمل نقشہ مرتب کروائے۔

ان تمام کاروائیوں میں ترکوں کا طریقہ کار بہت موثر اور یکساں ہوتا تھا۔ مثال کے طور پر جب ترک حجاز پہنچے تو مسجد ہلال جو کہ خانہ کعبہ کے سامنے ایک پہاڑ پر واقع ہے، صدیوں کی غفلت کی وجہ سے تقریباً مٹی اور پتھر کا ڈھیر ہو چکی تھی۔ اس چھوٹی سی مسجد کو اس کے اصل خطوط پر دوبارہ تعمیر کرنے کے واسطے جو طریقہ اختیار کیا گیا، وہ یہ تھا۔ پہلے تمام مٹی اور چوٹے کو پٹیس کو نہایت باریک پھلندوں سے چھان کر الگ الگ تیار کر لیا گیا۔ نیچے ہوئے چوٹے کو کیسیائی تجزیہ کر کے اس کے اجزاء معلوم کیے گئے۔ پھر ان اجزاء کے اسل اور پرانے باختر دریافت کرنے کے بعد ایک ہی ماخذ کی نئے اور پرانے چوٹے کو ملا کر اوپر یہ طاقتور بنا کر چٹائی کے واسطے استعمال کیا گیا۔ پھر بھی اپنی ترش، کیفیت اور ساخت کو مدد نہ

رکتے ہوئے تقریباً اسی طرح اور اسی جگہ نصب ہوئے کہ جہاں پہلی مرتبہ عہد نبوی ﷺ کے فوراً بعد نصب ہوئے تھے۔

اس طرح، ہی مٹی، دہی کا راور، ہی چونا اور وہی پتھر بالکل اسی طرح استعمال ہوا جیسا کہ صدیوں پہلے مسجد کی تعمیر اول میں استعمال ہوا تھا۔ مسجد بنی بھی ہوگئی اور اپنے اصلی اور اول خطوط پر قائم بھی رہی۔ یہ ترکوں کے طریقہ کار کی محض ایک قدر سے معمولی مثال ہے۔

جب ۵۳ برس مکہ میں بیت گئے اور زمین کی گردش اس شہر کو ایک بار پھر وہیں لے آئی جہاں وہ ۵۳ سال گردش پہلے تھا۔ تو نئے ستاروں کا وقوع ہوا تھا اور رسول پاک ﷺ نے مدینے کا رخ کیا تھا۔ سوتر بھی اس آہالی راستے پر چل نکلے تھے۔ غار ثور کو انہوں نے کچھ نہ کہا اور یہی مناصب سمجھا کہ نہ تو اس کے چالے صاف کریں اور نہ ہی کبوتروں کے صدیوں پرانے ٹھکانوں کے جھاڑ جھکاڑ کو کاٹیں یا بنائیں۔ غار ثور کو انہوں نے کبوتروں اور کبوتروں کے سپرد بھی رہنے دیا کہ اب جائز طور پر وہی اس گوشے کے مالک اور حقدار تھے۔ غار خرا تک کی نہایت ہی مشکل چڑھائی کو بھی انہوں نے آسان بنانے کی کوئی کوشش نہ کی تاکہ چڑھنے والوں کو چوٹی تک پہنچنے کے جتن کا احساس برابر ہوتا رہے۔ ہاں اتنا ضرور کیا کہ وہ تہائی چڑھائی پر ایک نہایت سادہ سی نامہ بنادی تاکہ بارش کا پانی کبھی کبھی جمع ہو سکے اور سچے، بوڑھے اور عورتیں اگر چاہیں تو چڑھائی کے دوران یہاں بھاسکیں۔

اس کے بعد انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے لے کر مدینے کے اطراف میں قائم بنو نجار کی کچی بستی تک ہجرت کے راستے کا حتمی تعین کر کے نقشہ مرتب کیا۔ ترک جب حجاز پہنچے تو بنو نجار تتر بتر ہو چکے تھے۔ پھر بھی ترکوں نے سچے کچھے دلوں کو تلاش کیا اور سینہ بہ سینہ محفوظ، ان کی لوگ گیتوں کو پہلی بار قلم بند کر کے باقاعدہ محفوظ کیا۔ مسجد قبا کو نہایت ہی بھر سے بحال کرنے کے بعد وہ کچھ دیر اس کنوئیں کی منڈیر پر بھی سناٹے کو بیٹھ کر جہاں ہجرت کے بعد پہلی نماز ادا کر کے رسول پاک ﷺ نے قیام فرمایا۔

تھا اور جس کو دیکھ کر آپ نے اونچے ہوتے پانی میں اپنے چہرے کا شفاف عکس دیکھ کر، پہلے ایک لمحہ توقف، اور پھر مسرت کا اظہار فرمایا تھا۔

اس کنوئیں سے اب راستہ مدینے کو جاتا تھا۔ مدینے کے اس میدان تک جاتا تھا کہ جہاں آپ کی آمد سے کوئی ۵۳ برس پہلے، ایک شام، مرنے والے پہلے ایک خور اور کرم عمرو جوان نے اپنے گھر سے دور اپنے بخاری گرمی اور بی چینی کو مٹانے کے لیے چند لکڑی کی واسطی گشت کیا تھا اور پھر اپنی کم سن، خوبصورت اور نرس کھ بیوی اور ابھی ماں کے بدن ہے میں قائم بیچ کو یتیم اور بے سہارا چھوڑ کے اپنی تمنا گئیں اپنے دل سے میں لیے فوت ہو گیا تھا۔ ایک بار پھر وہی میدان تھا۔ مسجد نبوی کو اب یہاں تعمیر ہوا تھا۔ مسجد نبوی کی تعمیر بھی ایمان، ہنرمندی، پاکیزگی اور نفاست کی ایک عجیب انوکھی داستان ہے۔ پہلے پہل برسوں تک تو ترکوں کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ مسجد نبوی کو تعمیر کریں۔ ان کے نزدیک یہ ایک کاغذاتی اور انسانی حدود سے ماوراء حقائق کے بس کا عمل تھا اور وہ محض انسان تھے۔ مگر جب انسان حقی محبت کرتا ہے تو وہ اپنے آپ سے باہر قدم دھرنے کی ہمت بھی پا جاتا ہے۔ سوائی محبت کی سچائی کے سہاری انہوں نے یہ کام شروع کرنے کا ارادہ کیا۔ ترکوں کی اپنی وسیع الطیبت اور پھر پورے عالم اسلام میں اپنے اس ارادے کا اعلان کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے یہ اعلان بھی کیا کہ اس حتمی کام کے واسطے ان کو عمارت سازی اور اس سے متعلقہ علوم اور فنون کے ماہرین درکار ہیں۔ یہ سننا تھا کہ ہندوستان، افغانستان، چین، وسطی ایشیا، ایران، عراق، شام، مصر، یونان، شمالی اور وسطی افریقہ کے اسلامی خطوں اور نہ جانے عالم اسلام کے کس کس کو نے اور کس کس چپے سے نقشہ لوہیں، مہمار، رنگ تراش، بنیادیں زمین کی زندہ رگوں تک اتارنے کے ماہر، چھتوں اور ستانہوں کو ہاں میں معلق رکھنے کے ہنرمند، خطاط، بچہ کار، شیشہ گر اور شیشہ ساز، کیسا گر، رنگ ساز اور رنگ شناس، ماہرین فلکیات، ہواؤں کے رخ عمارتوں کی دھار کو بٹھانے کے ہنرمند اور نہ جانے کن کن عیاں اور کیسے کیسے پوشیدہ

علوم کے ماہرین، اساتذہ، پیشہ ور اور ہنرمندوں نے دنیائے اسلام کے گوشے گوشے میں اپنے اہل و عیال کو سمیٹا اور اس اڑی بلاوے پر قسطنطنیہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ کہیں بے حد دور، ایک چٹیل ریگستان میں جنت کی کیاری کے کنارے، ان کے رسول کی قیام گاہ پر تعمیر ہوئے تھے اور وہ دوران کے ہنراب ہر طرح اس کام کے واسطے وقف تھے۔

ترکوں کو اس والہانہ کیفیت کی ایک حد تک امید تھی، مگر پھر بھی کہا جاتا ہی کہ اس اجتماعی بے اختیاری اور مکمل اطاعت پر ان کو تعجب ضرور ہوا تھا۔ بہر کیف ان کی تیاریاں بھی مکمل تھیں۔ عثمانی حکومت کی تقریباً ہر شاخ، اعلان سے پہلے ہی حرکت میں آ چکی تھی اور حکومت کے اہل کار اپنے حدود میں اور سفیر دوسرے اسلامی ممالک میں اس انداز اور اس ارادے کے تمام لوگوں کی اعانت کے واسطے تیار تھے۔ ان ہیکاروں اور سفیروں کا یہ احکامات تھے کہ وہ ان تمام ماہرین اور ان کے ہمراہ ان کے اہل و عیال کو، اگر وہ چاہیں، تو قسطنطنیہ تک کے راستے میں ہر طرح کی سہولت فراہم کریں۔ اصر سلطان وقت کے حکم سے قسطنطنیہ سے چند فرسنگ کے باہر میدانوں میں ایک خود کفیل اور کشادہ بستی تیار ہو چکی تھی۔ سو پھر جب ان بیکتائے روزگار لوگوں کے قافلے پہنچنے شروع ہوئے، تو ان کو ان کے روزگار کے اعتبار سے اس نئی بستی کے الگ الگ محلوں میں بسایا جانے لگا اور حکومت مکمل طور پر ان کی کفیل ہوئی۔

اس عمل میں کوئی پندرہ برس گزر گئے، مگر اب یہ یقین سے کہا جاسکتا تھا کہ اس بستی میں اپنے وقتوں کے عظیم ترین فنکار جمع ہو چکے ہیں۔ اب خود سلطان وقت اس نئی بستی میں گیا اور اس نے خاندانی سربراہوں کا اجلاس طلب کر کے منصوبے کا اگلا حصہ ان کے سامنے رکھا۔ منصوبے کا اگلا حصہ اس طرح تھا۔ ہر ہنرمند اپنے سب سے ہونہار بیٹے یا پوتوں (اولاد نہ ہونے کی صورت میں ہونہار ترین شاگرد) کا انتخاب کرے اور اس بیٹے کے جوان ہونے یا بیٹے عمر کو پہنچنے تک اس کی بدن اور محنت میں اپنا مکمل فن منتقل کر دے۔ اصر حکومت کا ذمہ تھا

کہ وہ اس دوران اس انداز کے اتالیق مقرر کرے کہ وہ ہر بیٹے کو پہلے قرآن کریم پڑھائیں اور پھر قرآن حفظ کروائیں۔ ساتھ ساتھ سواری بھی سکھائیں۔ اس تمام تعلیم تربیت اور تیاری کے واسطے پچیس برس کا عرصہ مقرر کیا گیا۔ اس منصوبے پر ہر ایک نے لبیک کہا اور صبر و محنت اور حیرت کا یہ بالکل انوکھا عمل شروع ہوا۔

چنانچہ پچیس برس بیت گئے اور ان انوکھے ہنرمندوں کی ایک نئی اور خالص نسل نشو و نما پر کرتیار ہو گئی۔ یہ تیس سے چالیس برس عمر کے مخصوص اور نیک اطوار نوجوانوں کی ایک ایسی جماعت تھی کہ جو شخص اپنی اپنی آبائی اور خاندانی فنون ہی میں یکتا اور ممتاز نہیں تھے، بلکہ اس جماعت کو ہر فرد حافظ قرآن اور فعال مسلمان ہونے کے علاوہ ایک صحت مند نوجوان اور اچھا شیوار بھی تھا، پچیس برس کے بعد اول سے ان کو علم تھا کہ یہ وہ چیدہ لوگ ہیں کہ جن کو ایک روز کبھی بے حدود، ایک چٹیل ریگستان میں، جنت کی کیاری کے کنارے اپنے رسول کی قیام گاہ کے گرد ایک ایسی کائناتی عمارت تعمیر کرنی ہے کہ جو آسمان کی جانب اس زمین کا واحد نشان ہو۔

ترکوں کے اعلان اول سے لے کر اب تک کوئی تیس برس سے زیادہ بیت چکے تھے، اور مسجد نبوی کے معمار، جن کی تعداد کوئی پانچ سو کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے، تیار تھے۔ ایک طرف تو ہنرمندوں کی یہ جماعت تیار ہو رہی تھی اور دوسری طرف ترک حکومت کے اہل کار عمارت کے واسطے ساڑو سامان اکٹھا کرنے میں مصروف تھے۔ حکومت کے شعبہ کارکنی کے ماہرین نے خالص اور عمدہ رنگ دریشے کے پتھر کی بالکل نئی کانیں دریافت کیں کہ جن سے صرف ایک بار پتھر حاصل کر کے ان کو ہمیشہ کے واسطے بند کر دیا گیا۔ ان کانوں کی جائے وقوع کو اس حد تک صیقلی میں رکھا گیا کہ آج تک کسی کو علم نہیں ہے کہ مسجد نبوی میں استعمال ہونے والے پتھر کہاں سے آئے تھے۔ بالکل نئے اور ان چھوٹے جنگل دریافت کیے گئے اور ان کو کٹ کر ان کی لکڑی کو تیس برس تک جازی آب و ہوا میں آسمان تلے موملایا

سے ہم کو اپنے رسول ﷺ کی آوازیں آتی ہے کہ جیسے خلا محفوظ بھی ہو اور آواز بھی، کہ جیسے آواز پر بندہ بھی ہوا اور لبو بھی کہ اندھیرے میدانوں میں کبھی نور کا شجر اگے تو کبھی نور کی وادیوں میں اندھیرا خود ایک شجر ہو کہ جیسے نور محض نور ہی نہ ہو، بلکہ نور کا منبع بھی ہو۔ سو جب ریاض اُذنیہ میں اس خلا کے غم پر اپنے رسول ﷺ کے سرھانے بیٹھو، تو کشف ہوتا ہے کہ آخر محبت کے کیا معنی ہیں اور نبیت کی کیا حدود۔ اور پھر وہ بے نام ہنرمند یاد آتے ہیں کہ جن کو اپنے ہنر سے اس واسطے محبت تھی کہ وہ ان کے رسول ﷺ کی قیام گاہ کی حیاء، سکون اور حیرت کو قائم رکھتے ہوئے اس عمارت کو اس خلا کے غم پر تعمیر کیا تھا کہ آج اس عمارت میں محض ان کا ہنر ہی نہیں، بلکہ ان کے ہنر کا غیب بھی محفوظ ہے، اور پھر ترکوں کے واسطے دعا ہمارے پورے پورے بلند ہوتی ہے۔

پھر کئی صدیاں بیت گئیں۔

اندرونی سازشوں اور بیرونی نیٹوں کے دباؤ کے تحت پرانی حکومتیں کمزور اور نئی حکومتیں اور طاقتیں ظہور میں آتی رہیں۔ پھر جب بیسویں صدی کا آغاز ہوا، تو پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی۔ اس جنگ میں عثمانی حکومت نے انگریز، فرانسیسی اور اطالوی طاقتوں کے خلاف جرمن قوم کا ساتھ دیا۔ ۱۹۱۸ء میں ترک جرمین خاؤ حکومت ہوئی اور فتح پانے والوں نے جہاں جرمنی کے ٹکڑے کر کی شکست کے ساتھ ساتھ اس کے اجتماعی وقار کو خاک میں ملایا، وہاں ترکمانی ناموس بھی خون کے ساتھ ساتھ بہہ کر خاک میں شامل ہو گیا اور عثمانی حکومت کی کشادہ حدود بھی فاتح ٹولے نے مثنیٰ سلطنت کے خطوں پر حکومت کرنے کے دو طریقے رائج کیے۔ پہلا طریقہ براہ راست حکومت تھا اور جہاں براہ راست حکومت ممکن نہ تھی۔ وہاں ایک خاص منصوب کے تحت ایسے قبیلوں، سیاسی جماعتوں یا افراد کو سہارا یا طاقت دینا طے پایا تھا کہ جن کی واسطے سے محض دائرہ اثر ہی کو قائم نہ رکھا جاسکے، بلکہ ہو سکے، قومیت اسلام میں مزید انتشار اور کشیدگی بھی پھیلائی جاسکے۔

ترکوں کی جنگ عظیم میں شکست کے بعد جزیرہ نما عرب میں جن طاقتوں نے علاقائی افرا تفری کا فائدہ اٹھا کر حکم کھلا ہاتھ پاؤں چلانے شروع کر دیئے تھے، ان میں صوبہ نجد کے ایک پیشرو باغیوں کا سعودی قبیلہ بھی شامل تھا۔ جنگ عظیم کے دوران ہی یہ لوگ ایک خفیہ معاہدے کے تحت انگریزوں سے مل چکے تھے۔ اس معاہدے کی رو سے انگریز یہ چاہتا تھا کہ جنگ عظیم کے دوران یہ قبیلہ اپنی اپنی باتوں، حملوں، جنگوں اور چھاپوں وغیرہ سے ترکوں کا اتنا تنگ کرے اور برسر پیکار کرے کہ مشرق وسطیٰ میں انگریز حملہ آوروں کی طرف پوری طرح دھیان نہ دے سکیں۔ اس کے عوض انگریز نے عہد کیا تھا کہ اگر وہ جنگ جیت گیا تو وہ پہلے نجد اور پھر جزیرہ نما عرب پر اس خودی قبیلہ کا تسلط قائم کرنے میں ان کی مدد کرے گا۔ مگر یہ انگریز کا عہد تھا جو کہ کم از کم دو طرفہ تو ضرور ہوتا ہے۔ سو یہی عہد انہوں نے حجاز کے حسینی قبیلے سے بھی کیا ہوا تھا۔ بس جو چیز دونوں عرب ناموں میں مشترک تھی، وہ تھی ترکوں کی شکست اور جزیرہ نما عرب سے انخلا۔

بہر کیف ترکوں کی ہار کے بعد فاتح طاقتوں (اور بعد میں امریکہ) کے ایماء اور امداد پر سعودیوں نے اپنے علاقائی حریفوں کو آخر کار شکست دے کر ۱۹۲۱ء میں صوبہ نجد پر اپنی عمل داری اور بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ عالمی جنگ کے اختتام، ہی ترکوں نے جان لیا کہ حجاز کا نظام حجاز کے سربراہ قبیلے کے سردار کے سپرد کرنے کے بعد وہ حجاز میں اپنی حکومت صرف فوجی طاقت کے ذریعے قائم رکھ سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ کسی حملے کی صورت میں خاک حجاز پر لبو بہانا لازم ہو جائے گا اور خدا نخواستہ کے اور مدبے میں گولی چلائی لازمی ہو جائے گی۔ یہ کیفیت ترک لمن اور فصلت کے بالکل برعکس تھی۔ سو کچھ عرصہ سوچ بچار کے بعد حجازی ترک گورنر کا حکم ہوا تھا، اور ترکوں نے خانہ کعبہ کے گرد آخری طواف کر کے مسجد نبوی کی دہلیز کو آخری بار چومنا تھا اور خاک حجاز سے ہمیش کے واسطے چلے گئے تھے۔ اب اہل نجد اور اہل حجاز دونوں جزیرہ نما عرب کے بادشاہت

کے خواہاں تھے اور دونوں کو گمراہی کی حمایت حاصل تھی۔

اس سیاسی خلا کو سعودیوں نے پر کیا اور ۱۹۲۲ء میں مکہ کے پر اور ۱۹۲۵ء میں مدینے اور جدے پر قبضہ جمانے کے بعد اس نجدی قبیلے کے سردار نے ۱۹۲۶ء میں نجد و حجاز کی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ یہاں سے حجاز پر سعودیوں کی حکومت کے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ زور ابھی تک جاری ہے۔ آخر یہ سعودی کون ہیں؟

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے جزیرہ نمائے عرب کے ایک مشرقی صوبے نجد سے ان کا تعلق ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ رسول پاک ﷺ کی وقتوں میں جس قبیلے نے سب سے آخر میں اسلام قبول کیا تھا اور پھر آپ ﷺ کے وصال مبارک کے فوراً بعد ہی جو قبیلہ اسلام سے منحرف ہو گیا تھا، وہ یہی سعودیوں کا قبیلہ تھا۔ آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان ہی کی سرکوبی کے واسطے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کے ساتھ نجد کی طرف روانہ کیا تھا اور ایک جنگ میں شکست پانے کے بعد ان میں سے کچھ پھر سے اسلام لے آئے تھے۔ اس موقع پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس علاقے میں ایک مسجد بھی تعمیر کی تھی۔ اس مسجد کے آثار ایک کھنڈری صورت میں ابھی تک قائم ہیں۔ نسبیات کے جدید ماہرین کا کہنا ہے کہ میلہ بن کذاب کا تعلق بھی اسی قبیلے کی ایک مرکزی شاخ سے ہے۔ وہ سکتا ہے کہ یہ نسبت ناک غلط ہو، مگر حجاز میں اقتدار سنبھالنے کے بعد جو بدسلوکی انہوں نے رسول پاک ﷺ کی ذات سے وابستہ تاریخی، جمالیاتی، روحانی، جسمانی اور معاشرتی نشانات کے ساتھ کی ہے۔ اس سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ علم نسبیات کے ماہرین کا یہ کہنا غلط نہیں ہے۔

پھر اٹھارہویں صدی کے اوائل میں ایک شخص محمد بن عبداللہ ابی نے انہی میں سر اٹھایا تو ان کی بلا سوچے سمجھے والی تلوار کو اس کی تقریر کی سہار ملی اور اس کی تقریر کو جس پر بنیاد مانگ کی بڑی سمجھ کر کوئی کان نہ دھرتھا، ان کی تلوار اور شاطرانہ فصاحت کی سہار سے طاقت

حاصل ہوئی، حتیٰ کہ اٹھارہویں صدی کے وسط تک محمد بن عبداللہ ابی اور اس کے سعودی سر پرست کی اتنی ہمت ہوئی کہ ان دونوں نے مل کر عالم اسلام کے ہر بادشاہ اور فرماں روا کو خطوط بھیجے۔ ان خطوط میں اور باتوں کے بعد نبی کے بندے کے طور پر مندرجہ ذیل عبارت درج تھی:

اللہ ایک ہے اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں مگر محمد (ﷺ) کی تعریف کرنا یا ان کی تعظیم کرنا کوئی ضروری نہیں ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

آج تک سعودی ابوبکری فصاحت یہی ہے۔

سوجاز پر قبضہ جمانے کے فوراً بعد ہی جو سب سے پہلا کام سعودیوں نے کیا تھا، وہ حجاز کے طول و عرض سے رسول پاک ﷺ کے نام کو کھو کرنے کا تھا۔ مسجد نبوی، خانہ کعبہ کی مسجد اور اس کے علاوہ جہاں جہاں اور جس جس عمارت اور مسجد پر محمد ﷺ کا نام نہایت ہی فخر اور محبت سے کندہ تھا، اس کو نہایت ہی بھونڈے پن سے مٹا دیا گیا۔ ایمان، محبت، فخر، خطاطی اور دیگر فنون لطیفہ کے ان نادر نمونوں پر کہیں پتھر کول پیسہ دیا گیا اور ف کہیں ان پر پلستر چھپ دیا گیا۔ اکثر اوقات لوہے کی چھینی اور ہتھوڑے کا استعمال بھی کیا گیا۔ اس بے مثال گستاخی کے نشانات آج تک حجاز کے طول و عرض میں اور خاص طور پر کعبہ کی پرانی مسجد اور مسجد نبوی ﷺ کے در و دیوار پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ رسول پاک ﷺ کا نام مٹانے کے بعد سعودیوں نے ایک باقاعدہ نظام کے تحت حیات طیبہ سے منسلک تقریباً ہر تاریخی، جمالیاتی، روحانی، جسمانی اور معاشرتی نشان کو اپنی ذاتی قلت اور قلیل تر عقیدے کا کھنڈ بنایا۔ جنت معلیٰ اور جنت البقیع کے قبرستان کہ جن کی بھر بھری خاک میں حضرت عبدالعظیم، حضرت ابوطالب، ورقہ بن نوفل، حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علیہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، امامات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن، آپ کی صاحبزادیاں رضی اللہ تعالیٰ عنہن، آپ کے صاحبزادگان اور خانوادہ رسول کے دیگر افراد، اصحاب کرام اور ان کے پورے پورے خاندان، مشائخ و صوفیائے کرام، ناموران

اسلام اور دو جہانوں کی چٹان۔ ستونوں سے محبت اور ایمان کی خاطر آئے ہوئے ان گنت گناہ
مسلمان سکون اور شہنائی کے سوتے تھے، ماہوں کے مشین مل چلا کر کھود ڈالے گئے اور پھر
چننا پھرا کر برابر کروادینے گئے۔ بعد میں جنت البقیع کے سامنے مردک کے ساتھ قائم
شہداء کرام کے مزار سڑک کو پھڑا کر ڈالنے کی نذر ہوئے اور حضرت عبداللہ ابن
عبدالطلب کے مزار اور تابوت کو ایک بازار کی توسیع کے دوران راتوں رات غائب کروادیا
گیا۔ نہ ابو طالب کا محلہ رہا نہ وہ قہر بن نوفل کی دلیلیز، نہ ام ہانی کا آگھن رہا، اور نہ ہی بنو ارقم
کی جگہ کرانے کی مونگاڑیوں کا لاوا ہے اور ہام ہانی کا گھر کہ جس کے آگھن میں دو وقت
مل کر ایک ہوئے تھے، تو وہ مسجد حرام کی ”توسیع“ کے دوران مٹ کر بے نشان ہو چکا
ہے۔ جب حضرت عبدالطلب کی قبر ہی نہ رہی تو اس تک جاتا تو راستہ بھی نہ رہا کہ جس پر
نوبت کا ایک چچہ آخری بار بھل کر روڈ پھاڑا اور نہ ہی وہ پگڈنڈی رہی کہ جس پر ایک ضعیف
انسان اپنی چادر میں ایک ڈرائیو بیٹھ کر لپیٹ کر لے چلا تھا۔ ہاں! اس بے وضع عمارت
کے سامنے میں جو ابو طالب کے محلے کو کھود کر بتائی گئی ہے، ایک گھر اور اس کا وہ شمالی کمرہ کہ
جس میں چہار آئینوں کی اونٹ میں کبھی بکھار بیٹھیں ملی تھیں، ابھی تک بمشکل موجود
ہے۔ مگر اس کمرے میں عرصے سے سفیدی نہیں ہوئی ہے نہ ہی تیسرے چاند کے بارہویں
دن معصوم بچے تلاوت کرنے اس گھر میں داخل ہوتے ہیں۔ اس کمرے کے شمال کی جانب
ایک روشن دان ضرور موجود ہے مگر اس سے اب شمال کا ستارہ نہیں دیکھ سکتے کہ متعدد منزلوں
کی وہ بد وضع عمارت کہ جو ٹائیدیکس اور نہ بن سکتی تھی، راستے میں حائل ہے اور رہے
پہنہ سے توان کے آزاؤں کے کاروان تو اس شہر میں کبھی کا ختم ہو چکا ہے۔
اور ہاں اگر آپ اس گھر میں جس میں رحمۃ اللعالمین ﷺ کا ظہور ہوا تھا، دو نفل
شکرانے کے نزدیک اس عظیم ترین رحمت پر اللہ کا شکر ادا کرنا شروع ہے۔
یہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر اور اس کمرے کے بارے میں بھی

من لپیچے کہ جہاں اعتماد کا ایک بنیادی لمحہ گزرا تھا۔ وہ کمرہ اور گھر بھی نصف صدی سے حافظ
قرآن رنگ سازوں کا انتظار کرتے کرتے اب ایک صرافہ بازار سے گھر چکے ہیں۔
اجرت کے راستے کا نشان تک مٹ چکا ہے۔ نئی حکومت نے کسے سے مدینے
تک جانے کا نیا راستہ اختیار کیا ہے۔ یہ راستہ کسے سے مقام بدر تک سمندر کے ساتھ ساتھ
جاتا ہے اور وہی ہے کہ جس سے ابوسفیان، لشکر اسلام کی روانگی کی خبر سن کر اپنے قائلے کو بچا
کر کے کی جانب فرار ہو گیا تھا۔

مدینے پہنچتے ہی انسان مسجد قبا رخ کرتا ہے کہ جس کے سامنے والے احاطے
میں وہ نہایت قدیم کنواں تھا کہ جس کے پانی نے آپ ﷺ کا رخ مبارک دیکھا تھا، مگر چند
برس ہوئے اس کنوئیں کو بھی پتھری بڑی بڑی ملیں رکھ کر بند کیا چا چکا ہے۔ استشعار پر نہایت
خشکی کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مشینی پمپ ایجاد ہو چکے ہیں، اس واسطے اب اس
کنوئیں کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ جب خشک وریخت کا یہ وحشت ناک عمل شروع ہوا تھا، تو
سر بارہ قبیلے کے سردار نے ترکوں کی بنائی ہوئی گنبد خضریٰ والی مسجد نبوی ﷺ کو گنبد خضریٰ
سمیت منہدم کرنے کا اعلان کیا تھا۔ پھر بہت بڑی بڑی اور اپنے وقتوں کی طاقتور ترین
مشینیں منگوائی گئی تھیں اور پھر ایک ٹکڑے کے ستون سے شروعات کی گئی تھیں۔ دو ماہ تک یہ
مشینیں اپنی پوری طاقت سے اس ایک ستون سے ٹکرائیں اور اس کو گرانے یا توڑنے کی
کوشش کرتی رہی تھیں، مگر یہ ستون ذرہ برابر بھی اپنی جگہ سنبھلا تھا۔ آخر اس کی جڑوں کو
باضو حافظ قرآن ہنرمندوں کے ایمان، عشق اور نیت کے سپرے نے تھما ہوا تھا، یہ کیسے اپنی
جگہ سے جتا۔ جب طاقتور ترین مشینوں کی دو ماہ تک مسلسل کوشش کے باوجود ایک ستون بھی
اپنی جگہ سے ایک انچ نہ ملے۔ رکھا تو مسجد نبوی کو منہدم کر دینی کوشش طوعاً و کرہاً رک دی گئی
تھی۔ مسجد نبوی ﷺ کے اس ستون پر اس عمل کے نشانات آج تک موجود ہیں۔

سواب کس کس دکھ کا بیان کروں؟ کسی نقشِ اول کو عقیدے کے قلت نے مٹایا تو

کسی کو دل کی قلت نے، اور جو لغزش ان دونوں کی گرفت میں نہ آ سکے، ان کو بے اعتنائی اور ہمالیائی حس کے فقدان نے۔ اگر کبھی ہر سراقہ دار لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھو، تو اول تو اس پر صغیر کے محبت کے بارے میں مسلمانوں کو اس لائق ہی نہیں سمجھا جاتا کہ ان کو کوئی جواب دیا جائے۔ اگر کوئی مجبور کرے، تو پھر دو الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ یعنی "توسیع" اور "شرک"۔ کیا "توسیع" کسی اور انداز، حوصلے اور قرینے کے ساتھ نہ کی جاسکتی تھی کہ جس طرح ترکوں نے کی؟ اور کیا "شرک" کو مٹانے کی طریقہ صرف یہی تھا کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باوقار ہڈیوں کے نشان کو مٹا دیا جائے؟؟؟

شرک کی حقیقت

اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ۔ (سورۃ النساء: ۳۶، ۳۷)
شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رقم فرماتے ہیں۔ "وبالجملة شرک سہ قسم است در وجود در مخالفت و در عبادت (افہام المعانی جلد ۱ صفحہ ۲۷)
خلاصہ مطلب یہ ہے کہ شرک تین طرح پر ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو واجب الوجود ٹھہرائے دوسرا یہ کہ کسی اور کو اس کے سوا حقیقتاً خالق جانے یا کہے۔ تیسرا یہ کہ عبادت میں غیر خدا کی عبادت کرے یا اس کو مستحق عبادت سمجھے" اسلام میں شرک کی صرف تین صورتیں ہیں۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی شہت فرماتے ہیں۔ ۱۔ شرک فی الذات یعنی عالم کے مستقل خالق و مالک دو مانے جائیں جیسا کہ مجوسی خیر اور شرک دو مستقل خلق مانتے ہیں۔ ۲۔ شرک فی الصفات یعنی بعض بندوں کا خدا سے وہ رشتہ مانا جائے جو ہم جنسیت چاہتا ہے۔ جیسا مینا ہونا، زوجہ ہونا، بھائی، بیٹی، بھانجا وغیرہ ہونا اور مشرکین عرب فرشتوں و ستاروں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ ۳۔ شرک فی الافعال یعنی کہ اللہ کے بعض بندوں کو رب تعالیٰ کا معاون و مددگار مانا جائے کہ رب تعالیٰ ان کے بغیر کام چلا سکتا ہی نہیں جیسا کہ بعض مشرکین عرب اپنے بتوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے تھے۔

(تفسیر نعیمی مخلصہ، پ ۵: ۱۳۹)

درج بالا بحث کی روشنی میں غور کیجئے کہ آج تک کسی مسلمان نے کسی دلی لغو، قطب یا نبی و رسول کے متعلق خواہ جناب رسالت مآب ﷺ کی ذات اقدس ہی ہو، ایسا اعتقاد رکھا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر وہ صاحبان جو مسلمانوں کو شرک ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور صرف کرتے ہیں اور وہ تمام آیات جو مشرکین مکہ اور کفار عرب کے حق میں نازل ہوئیں، مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں، جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خارجوں اور محدوں کی متعلق فرماتے تھے "هو شرار خلق الله و قال اليهم انطلقوا الى ايات لذلت في الكفار فجعلوها على المؤمنين"۔ (بخاری ۱۰۲۲/۲)

ترجمہ: وہ اللہ کی بدترین مخلوق ہیں نیز فرمایا کہ یہ لوگ ان آیات کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں، مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ لہذا خاکسار ایسے مسلمان نمازین فروش جو درحقیقت خارجیوں اور محدوں کی ترہائی کرنے میں پیش پیش نظر آتے ہیں کہ خدمت میں عرض کرتا ہے کہ کیا انہیں خدا کا خوف نہیں ہے؟ وہ وادیں کہ کہیں ان کا مثال محرفون الکلام عن مواضع کے زمرہ میں نہ ہو جبکہ سید المرسلین، غم خوار امت ﷺ اپنی گنہگار امت کے متعلق واہگاف میں فرماتے ہیں "اللہ کی قسم میں اپنے بعد تم پر یہ خوف نہیں کرتا کہ تم شرک کرنے لگ جاؤ گے" اصل حدیث ملاحظہ فرمائیں: "عن عقبہ بن عامر ان النبی ﷺ خرج يوماً فصری علی اهل احد صلواتہ علی المیت ثم انصرف الی المسیر فقال الی فرط لکم و انا شہید علیکم و الی واللہ لا نظر الی حوضی الان و انی اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض و الی واللہ ما اخاف علیکم ان تنشروا کوا بعدی ولكن اخاف علیکم ان تنافسوا فیہا"

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۸، ۵۰۹، بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۷۸، جلد ۳ صفحہ ۵۸۵، جلد ۴ صفحہ ۹۵، جلد ۵ صفحہ ۲۵۰، مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۷، فتح الباری جلد ۳ صفحہ ۲۶۹، جلد ۴ صفحہ ۵۸، جلد ۵ صفحہ ۳۸۰، جلد ۶ صفحہ ۳۰۳، جلد ۷ صفحہ ۱۳۳، ارشاد الساری جلد ۲ صفحہ ۳۴۰، جلد ۳ صفحہ ۳۱۲، ۳۱۱، جلد ۴ صفحہ ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴،

سے صاف نکل جائے گا اور اسے پس پشت ڈال دے گا اور اپنے پڑوسی پر تلوار چلا کر شروع کر دے گا اور اسے شرک سے متہم و منسوب کر دے گا۔ (یعنی شرک کا فتویٰ لگائے گا)، (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! شرک کا زیادہ حق دار کون ہے؟ شرک کی تہمت لگایا ہو یا شرک کی تہمت لگانے والا؟ آپ ﷺ نے فرمایا شرک کی تہمت لگانے والا شرک کا زیادہ حق دار ہے۔ (یہ سند حید ہے) آخر میں دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔



